شورش کاشمیریؒ

از عرش نازک تر

سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انسان کو جو افتخار اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان الفاظ میں اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ ذرا غور فرمایئے جس ذاتِ اقدس ﷺ کی تعریف وثناء خود ربِ ذوالجلال نے کی ہو، کلام اللہ جس کے اوصاف ومحاسن پر بولتا ہو، فرشتے صبح وشام جس پر درود بھیجتے ہوں اور جس کا نام لے لے کر ہر دور میں ہزاروں انسان زندگی کے مختلف گوشوں میں زندۂ جاوید ہوگئے ہوں اس رحمۃ اللعلمین ﷺ کے بارے میں کوئی شخص اپنے قلم وزبان کی تمام فصاحتیں اور بلاغتیں بھی یکجا کرے اور ممکن ہو تو آفتاب کے اوراق پر کرنوں کے الفاظ سے مدح وثنا کی عبارتیں بھی لکھتا رہے یا ماہتاب کی لوح پر ستاروں سے عقیدت وارادت کے نگینے جڑتا رہے۔ حضور ﷺ کی سیرت کو کسی بھی انسانی سند کی ضرورت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کے ذکر سے انسان اپنے ہی لیے کچھ حاصل کرتا ہے، جس نسبت سے تعلق خاطر ہوگا اسی نسبت سے حضور ﷺ کا ذکر ایک ایسی متاع بنتا چلا جائے گا کہ زبان وبیان کی دنیا اس کی تصویریں بنا ہی نہیں سکتی ہے! جن لوگوں نے اور ان کی تعداد لامحدود ہے، جس جس واسطہ سے سردارِ انبیاء ﷺ کے دربار میں حاضری دی ہے، وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنے دل ودماغ یا روح ونظر کا نذرانہ پیش کرتے وقت اس دربار کی رونق میں کوئی اضافہ کیا ہے اس نہج پر سوچنا بھی سوءِ ادب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ظہورِ قدسی سے لے کر آج تک بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے والا ہر شخص اپنے ہی مقام ومرتبہ کی تشکیل کرتا رہا ہے۔

کتنے انسان اس خیر البشر ﷺ کی بدولت کیا سے کیا ہوگئے۔ پھر یہ سلسلہ چودہ سو برس سے رکا نہیں، جاری ہے۔ آندھیاں آتی رہیں، طوفان اٹھتے رہے، سیلاب موجزن ہوئے، بادلوں نے گرجنا شروع کیا، بجلیاں کوندتی رہیں، صرصر نے صبا کو روکا۔ خزاں نے بہار کا نشیمن لوٹا، پھول بادِ سموم کا لقمہ ہوگئے، لیل ونہار کی گردشیں رک گئیں، زمانہ ٹھہرتا رہا، صبح کا چہرہ بارہا اداس ہوا، شام لہولہان ہوگئی، رات کے دل میں خنجر ترازو ہوئے، تاریخ نے پلٹے کھائے، سلطنتیں بن بن کر بگڑیں، حکومتیں تہس نہس ہوگئیں، عروج وزوال کے سینکڑوں نقشے سامنے آئے، تخت وتاج اچھلتے رہے، انقلابات کا سیل بہتا رہا، سورج نے طلوع وغروب کی ہزاروں پستیاں اور بلندیاں دیکھیں۔ لیکن سرور کائنات ﷺ سے نوع انسانی کی حلقہ بگوشی کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ تاریخ اٹھایئے اور ورق پہ ورق پلٹیے۔ معلوم ہوگا کہ ایک ذات ﷺ نے چودہ صدیوں میں کروڑوں انسانوں کو نشو ونما دی، بالا بلند کیا، دوام بخشا، اور صرف ایک نسبت کی بدولت قیامت تک زندہ کر ڈالا۔ پھر یہ محض عقیدت کی بات نہیں، ارادت کا تذکرہ نہیں، اخلاص کا افسانہ نہیں شوق کی دھن نہیں، عشق کا راگ نہیں، حسن کی ثنا نہیں تعریف کا لہجہ یا

ثناء کا زمزمہ نہیں، ہر ایک بات نپی تلی، صاف ستھری اور بولتی چالتی شہادت کے ساتھ موجود ہے۔

اس وقت کرۂ ارضی پر مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جو از روئے قرآن تمام انبیاء و مرسلین پر عقیدہ و ایمان رکھتی ہے۔ وہ مختلف قوموں کے ان پیغمبروں کی بھی تصدیق کرتی ہے جن کے بارے میں ان کی پیروکار قومیں صرف قیاسی تذکروں اور ظنی روایتوں پر یقین رکھتی ہیں۔ جن کی مقدس کتابیں خود ان کے ہاتھوں تحریف کا شکار ہوئی ہیں اور جن کی اصلیتوں میں حک و اضافہ ہوا ہے۔ جن کے مذاہب زمانہ قبل از تاریخ کی نذر ہو گئے۔ لیکن محمد عربی ﷺ کا اسلام واحد دین ہے جس نے تاریخ کی بھی حفاظت کی ہے اور جس کی ایک ایک ادا تاریخ نے محفوظ کر رکھی ہے۔ کوئی دین اور کوئی پیغمبر تاریخ کی شاہراہ سے اس طرح نہیں گزرا جس طرح ہمارے آقا و مولا ﷺ گزرے ہیں۔ تاریخ نے ان کی رکاب تھامی اور علم نے ان کے قدم چومے ہیں۔ یہ محض دعویٰ نہیں، حقیقت ہے، ختم المرسلین ﷺ اور خاتم النبیین ﷺ کی سیرتِ اقدس کا اقتضا یہی تھا کہ اس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہو جاتا، اور یہ سب کچھ محفوظ ہو گیا۔ پھر یہ التزام ان کے بارے میں ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا جو ان کے ساتھ رہے۔ مثلاً ان کے خادم اور ہمارے مخدوم حتیٰ کہ ان کے دشمن بھی اپنی تمام کارگزاریوں کے باعث تاریخ کے تذکروں میں موجود ہیں۔ پھر یہ قافلہ آج تک چل رہا ہے۔ اس قافلہ میں جلیل المرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں کہ تاریخ ان کے پاؤں کو بوسہ دے کر نکلتی ہے۔ تابعین بھی ہیں کہ تذکرے ان کی روایتوں سے جگمگاتے ہیں۔ تبع تابعین بھی ہیں کہ عقل ان سے عشق کی بھیک مانگتی ہے۔ ائمہ بھی ہیں کہ شہادت ان کے ساتھ چلتی ہے۔ فقیہہ بھی ہیں کہ آستانۂ رسالت ﷺ پر کشکول لے کر کھڑے ہیں۔ محدّث بھی ہیں کہ حضور ﷺ کے مقدس ہونٹوں کی صدائیں چنتے ہیں۔ عالم بھی ہیں کہ نقوش قدم کے تعاقب میں چلے جاتے ہیں۔ مشائخ کی بھیڑ ہے، اہل اللہ کا ہجوم ہے، صوفیوں کی جماعت ہے، زاہدوں کی ڈار ہے۔ عابدوں کا حلقہ ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیجئے، بڑھتے چلئے فاتحین کا لاؤ لشکر ہے، جانبازوں کی فوج ظفر موج ہے، سپہ سالاروں کا انبوہ ہے، شہنشاہوں کا غول ہے کیسے کیسے لوگ خانہ زادوں میں ہیں اور کس کس عجز سے جھکتے چلے جاتے ہیں۔ زبانوں میں تاثیر ہے تو اس نام سے، قلم میں ولولہ ہے تو اس ذکر سے، زبان میں بانکپن ہے تو اس خیال سے، دل میں سرور ہے تو اس تصور سے، دماغ میں حس ہے تو اس جمال سے، آنکھوں میں نور ہے تو اس ظہور سے۔

یہ آج کی دنیا جو سائنس کی بدولت کہاں سے کہاں نکل گئی ہے اور تمام ملکوں کی زمین سمٹ کر ایک ذہنی وفاق بن گئی ہے بزعم خویش ترقی کی اس منزل میں ہے کہ فکر و نظر کے معیار ہی بدل گئے ہیں لیکن بڑا انسان بننے کے لیے جن عالمگیر سچائیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ علم و فلسفہ کی تمام منزلیں قطع کرنے کے باوجود بھی پرانی ہیں اور اتنی پرانی ہیں جتنی کہ یہ کائنات پرانی ہے۔

باقی صفحہ ۱۳ پر